دہن میں زباں تمہارے لئے ...... بدن میں ہے جاں تمہارے لئے!

نذیر احمد غازی (سابق جج ہائیکورٹ)

پاکستان بہرحال ایک آزاد ملک ہے۔ یہ ایک نظریاتی اسلامی سلطنت ہے۔ یہاں پر ہر شخص آزاد ہے۔ لیکن آزادی کا مطلب انسانیت کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنے حقوق وفرائض کی پہچان ہے۔ آزادی کا مطلب حقوق انسانی کا تحفظ ہے۔ اگر ریاست کے کسی فرد کو اپنے حق کا تحفظ میسر نہیں ہے تو ریاست کے ارباب بست وکشاد کا فرض ہے کہ وہ شہری کا حق دلوائے۔ اگر ریاست کا حاکم حق نہ دلوا سکے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنی نااہلی کا اعتراف کرے۔ پاکستان کے 17 کروڑ عوام میں سے 95 فیصد لوگ مسلمان ہیں اور ان کا دین اسلام ہے اور اسلام کا کلمہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' ہے اور کلمے کا امتیاز محمد مصطفیٰ ﷺ سے غیر مشروط اور لامحدود وفاداری ہے اور پورے عالم انسانیت میں معیار وفا ومحبت بھی جناب رسالت پناہ ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ ایمان ومحبت کا محور بہرحال، بہرحال مقصود کائنات ﷺ کی عظمت وکمال کو دل کی گہرائی سے تسلیم کرنا ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کا بلاتفریق مسلک یہ عقیدہ ہے کہ: ''محمد ﷺ کی محبت دین کی شرط اوّل ہے۔''

اور حقیقت کبھی فراموش نہ ہو کہ ایمان کی اہمیت جان سے زیادہ ہے۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی جان کو نقصان دے تو وہ لائق سزا ہے اور کسی کے ایمان پر حملہ کرے تو وہ فساد فی الارض کے جرم کا ارتکاب کرتا ہے اور اس کا وجود انسانیت بیزاری کا سبب ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص 16 کروڑ سے زیادہ انسانوں کے ایمان پر حملہ کرے تو اس سے بڑا کون بدبخت ہوگا۔ اسلامی نظریاتی پاکستان میں یہود ونصاریٰ کے خفیہ اشاروں سے حوصلہ پاکر جب غیر مسلم جناب رسالت پناہ ﷺ کی توہین کی جسارت کرتے ہیں تو مسلمانوں کے دل زخمی ہوتے ہیں۔ فساد اور بدامنی کا دروازہ کھلتا ہے۔ اسی لئے قانون کا راستہ اپنانے کے لئے ضابطہ تعزیرات پاکستان میں 295-C کا ایک مکمل ضابطہ موجود ہے۔ فساد اور بدامنی کو روکنے کے لئے جب قانون حرکت میں آتا ہے تو منافقین امت پورے زور وشور سے گستاخان نبی کی حمایت پر کمربستہ ہوجاتے ہیں۔ ان منافقین کے نزدیک ایمان، اخلاق اور دین کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ قانون وعدالت کو بے چارے کیا اہمیت دیں گے۔ تازہ ترین واردات یہ ہے کہ شیخوپورہ کی ایک عیسائی عورت آسیہ نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا۔ حسب طریقہ قانون حرکت میں آیا۔ ایڈیشنل سیشن جج نے موت کی سزا سنائی۔ ابھی مجرمہ کو ہائیکورٹ میں اپنی اپیل پیش کرنے کا حق موجود ہے۔ ہائیکورٹ میں وہ فاضل ججز پر مشتمل ڈویژن بنچ (ڈی بی) اس سزا کا ناقدانہ جائزہ لے سکتی ہے اور ہماری اطلاع کے مطابق مجرمہ کی جانب سے یہ اپیل دائر بھی کردی گئی ہے۔

لیکن صاحبو! عدالت سے زیادہ اپنی ذات کو محور قوت سمجھنے والے پنجاب کے گورنر نے جیل پہنچ کر مجرمہ کو جیل کی کوٹھڑی سے نکلوا کر اپنے ہمراہ بٹھا کر پریس کانفرنس کی اور توہین رسالت کے جرم میں سزا یافتہ مجرمہ کو معصوم اور بے گناہ ثابت کرنے کی چھچھوری کوشش کی۔ گورنر پنجاب کا یہ فعل بالکل لایعنی اور غیر قانونی ہے۔ یہ معاملہ ابھی

تک عدالتوں سے متعلق معاملہ ہے۔ گورنر کا یہ فعل عدالت کے معاملات میں مداخلت ہے اور سینہ زوری ہے۔ پوچھا جائے کہ وہ کس قانون واختیار کے تحت عدالت سے سزایافتہ کو مراعات یافتہ بنارہے ہیں۔ جناب چیف جسٹس کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ گورنر پنجاب کے اس دیدہ دلیرانہ اقدام کا ازخود نوٹس لیں۔

واہ رے واہ! لوگ سرکار کونین مدارﷺ کی گستاخیاں کریں۔ عدالت سزا دے اور نشہ اقتدار میں بدمست حکمران ایسے سزایافتہ گستاخوں کو ہلہ شیریں دیں اور جیل کی کال کوٹھڑی سے نکال کر اپنے ساتھ معززانہ طریقے سے بٹھا کر انہیں معصوم ثابت کردیں۔

میرے وطن کے لوگو! توہین رسالت کے گھناؤنے جرم پر جس کسی نے پردہ ڈالنے کی کوشش کی۔ خدائے مصطفیٰﷺ اسے اسی دنیا میں بے سہارا اور ناکارہ کر کے مارے گا۔ دنیا دیکھے گی۔ ظلم بالائے ظلم یہ کہ حکمرانوں کی ہر پارٹی مسلمانوں کے جذبات کا خون کرنے کی قسم اٹھائے ہوئے ہے۔ یہ پیپلز پارٹی کے بزرجمہر اقتدار کے ایوانوں میں براجمان محض عالم کفر کو خوش کرنے کے لئے آئین وقانون اور دین وایمان کی سرحدیں پھلانگنے میں کوئی عار تک محسوس نہیں کرتے۔ دوسری جانب پنجاب کے ایوانوں، حکومت پر متمکن نواز شریف صاحب کی پارٹی ہے۔ جس کے وزیر قانون نشہ قوت میں اتنے چور ہیں کہ ان کی زبان لڑکھڑاتے ہوئے کہاں کہاں ٹھوکریں کھاتی ہے۔ یہی موصوف تھے جنہوں نے پنجاب اسمبلی میں رسول اللہﷺ کی نعت پڑھنے پر بڑی چابکدستی سے پابندی لگوانے کی کوشش کی تھی۔ وہ تو بھلا ہو ثناء اللہ مستی خیل اور طاہر خیلی جیسے ایمان مست لوگوں کا جنہوں نے مزاحمت کی تھی۔

اب یہی وزیر قانون ٹی وی مذاکروں میں شریک ہو کر گورنر پنجاب جیسے دیگر دین مخالف افراد کی نمائندگی کرتے ہیں اور برملا 295-C کی مخالفت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ قانون ختم ہونا چاہئے۔ یہ لوگ یقیناً اپنے رہبر ورہنما پارٹی لیڈرز کی نمائندگی کررہے ہیں۔ یہ کیسے وزیر قانون ہیں جو آئین وقانون اور اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں سے نابلد ہیں۔ اگر وہ ہائی کورٹ کے فل بنچ اور فیڈرل شریعت کورٹ اسماعیل قریشی بنام وفاقی حکومت جیسے مقدمات کے فیصلہ جات کو پوری طرح پڑھ لیتے تو انہیں کم ازکم اس طرح کی بے اعتنائی اور کم علمی کا مظاہرہ نہ کرنا پڑتا ہے۔

اسی ٹی وی مذاکرہ میں ایک راجہ نامی بھی ہے جو اپنی بے علمی یا کمزورترین ایمانی کیفیت کا مظاہرہ کررہے تھے۔ پھر ایک مغرب زدہ خاتون جس کا وطیرہ ہی اسلام اور شعائر اسلام پر تنقید ہے۔ یہ سب مل کر ایک ظالمانہ، کافرانہ اور دلخراش مسلم دشمن فعل کی حمایت کررہے ہیں کہ گستاخی رسول کے مرتکب افراد کے لئے سزا کے راستے بند کردیئے جائیں اور پھر ان کے لئے رسول دشمنی کے راستے کھول دیتے ہیں۔ یہ بے چارے اپنی نام نہاد عزت اور نام نہاد شہرت کی خاطر کائنات کی سب سے بڑی بارگاہ سے دشمنی مول لے رہے ہیں۔

خدائے قہار کا یہ اعلان ہے کہ اگر کسی نے میرے ولی سے عداوت کی تو میں رب اس شخص کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں۔ خدا کے ایک محبوب بندے کے لئے یہ احترام وعزت ہے کہ وہ سرور کونین مدارﷺ جو باعث تخلیق کائنات ہیں۔ جن کی عظمت وبزرگی سے آسمانی صحائف بھرے ہوئے ہیں۔ جو خدا کی محبوبیت کبریٰ کے مقام پر فائز ہیں۔ ان کی عزت وعظمت تو شعور انسانی سے یقیناً ماوریٰ ہے۔

دو عالم کے لئے تمہیں سرکارؐ بنایا — دو عالم کو بنایا ہے تمہاری خاطر

اے گروہ انسان! خطاؤں کے پتلو، اپنی نفسانی خواہشوں کے اسیر فساد فی الارض کو فروغ دینے کی کوشش مت کرو۔ فیصلہ شدہ امور کو مت چھیڑو۔ لاہور ہائیکورٹ کے فیصلے (ریاض احمد بنام سرکار، پی ایل ڈی 94ء لاہور) میں جسٹس میاں نذیر اختر نے قرار دیا تھا کہ اگر C-295 جیسے قوانین کو ختم کیا گیا تو پھر لوگ گستاخ رسول جیسے ابلیسی جرم کا پہلے کی طرح از خود فیصلہ کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ کتنے تعجب کی بات ہے کہ دشمن دین عقل کے اندھے ایسے ایسے معاملات میں قائداعظم اور اقبالؒ کا نام استعمال کرتے ہیں۔ کس نشے میں پنجاب کے بڑے کہتے ہیں کہ ہم قائداعظم کے طرز فکر کو اپناتے ہیں۔ ارے قائداعظم تو ملت اسلامیہ کے وہ عظیم مؤمن سپوت ہیں۔ جنہوں نے ایک گستاخ رسول کے قاتل غازی علم الدین شہید کا مقدمہ 1930ء میں لڑا تھا اور پوری امت اسلامیہ ان کی پشت پناہی کر رہی تھی۔ قائداعظم نے یہ مقدمہ محض جذبات کی بنیاد پر نہیں لڑا تھا۔ بلکہ حقائق اور حقوق انسانی کو مدنظر رکھتے ہوئے لڑا تھا۔ اقبالؒ کے نام نہاد پرستارو تم یہ بات کیوں بھول جاتے ہو کہ جب غازی علم الدین شہیدؒ گستاخ کو کیفر کردار تک پہنچا آئے تھے تو حکیم الامت علامہ محمد اقبالؒ نے وہ تاریخی جملہ کہا تھا کہ ''اسلاسی گلاں کردے رہ گئے تے ترکھاناں دامنڈا بازی لے گیا'' کہ ہم باتیں کرتے رہ گئے اور بڑھئی کا بیٹا بازی لے گیا اور اب بھی ایسا ہی ہوگا۔ یہ ناز و نعمت میں پلے ہوئے گستاخوں کے ہمدرد اور خدا کے محبوب اعظم کے خفیہ دشمن بہت جلد اپنے بدترین انجام کو پہنچیں گے اور ان کا نشہ اقتدار ہرن ہو جائے گا۔ ٹی وی پر مسلسل اس موضوع پر لوگ پیٹ بھرے کی باتیں کر رہے ہیں۔ ایک ٹی وی اینکر نے کہا کہ میں نے نواز شریف سے کہا کہ آپ کی C-295 کے بارے میں کیا رائے ہے تو نواز شریف نے بھی ہمارے ہی خیالات کی تائید کی تو میں نے ان سے کہا کہ آپ یہ بات عوام کے سامنے کیوں نہیں کہتے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں یہ بات لوگوں کے ڈر سے نہیں کہہ سکتا۔

جناب نواز شریف اگر یہ حقیقت ہے تو پھر اپنا قبلہ درست کر لیجئے۔ لوگوں کا ڈر آپ کو کیوں ہوگا؟ آپ تو بہت بہادر ہیں۔ آپ تو لوگوں کے مذہبی جذبات سے بے نیاز ہو کر قادیانیوں کو بھی اپنا بھائی کہہ دیتے ہیں۔ آپ کی بے پروائی خدائے قہار کی بے پروائی اور بے نیازی کے سامنے ایک بے جان تنکے سے بھی کمتر ہے۔ اپنے بین الاقوامی مادی وارثوں پر تکیہ نہ کرنا۔ خدائے قہار کا غضب قریب آ رہا ہے۔

وارث مان نہ کر تو وارثاں دا   رب بے وارث کر مار دا ای

یہ رانا ثناء اللہ کس جماعت اور کس فرد کی نمائندگی کرتے ہوئے C-295 پر ضرب لگا رہے ہیں۔ یہ صاحب آپ کے معتبر وزیر قانون ہیں تو اسی طرح TV پر آ کر ان کی تردید کر دیجئے کہ ہم ''تحفظ ناموس رسالت قانون'' کے حامی ہیں۔ یہ رانا ثناء اللہ ہماری نمائندگی نہیں کرتا۔ اعلان کرو کہ ہمارا سب کچھ شان رسالت اور حرمت نبی الانبیاء ﷺ پر نچھاور ہے۔ اعلان کرو کہ ہم بھی کالے اور سفید گستاخ کی تردید کرتے ہیں۔ احتجاج کرو اسمبلی کے ایوانوں میں اور قرارداد پاس کرو کہ بدبخت گستاخ رسول کے حامی، C-295 کے مخالف دین دشمن اور پاکستان دشمن ہیں۔ ورنہ پاکستان کے سترہ کروڑ عوام کا تو جناب رسالت پناہ ﷺ کے بارے میں یہ واضح عقیدہ ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ

دہن میں زباں تمہارے لئے، بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے، اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے